شیخ عقیل احمد*

قدیم ہندوستانی فلسفہ اور کالی داس کی تخلیقات میں ماحولیاتی اشارے

Abstract: *The topic of this article is "Ancient Indian philosophy and environmental indicators in the works of the great Sanskrit poet, Kalidas". In this article I have defined the meaning of environment in the light of the Vedic Philosophy and have dealt with the importance of preserving the environment for the cause of living beings. The central focus of this article has been the fact that the Vedic Saints had formulated the principles and the laws of nature in consonance with environmental factors which was in tune with the practical form of religious laws and principles. It has also discussed "India's ancient philosophy which allows the utilization of our natural resources to the extent it is required for our sustenance, but does not allow us to indulge in their exploiting".*

The holy Vedas are considered to be the main Text/"Granth" of life sciences. As per the Vedic Philosophy, the five elements, fire, water, earth, air and sky determine the course of any creative activity. These five elements have the potential to create life and further substantiate its growth. My paper seeks to take into consideration all these aspects in a very explicit and detailed manner. I have also discussed all environmental issues as reflected in the Vedas as well as in the holy Quran and Hadith.

Kalidas was a microscopic observer of nature. This finds an optimum manifestation in all his poetic works. His intense love for nature has strong philosophical moorings. Environmental protection and preservation in contemporary times are not something which is merely desirable but it should be equated with life and existence. Only an outstanding rational poet as Kalidas could be such futuristic as to include in his writings such an indispensable environmental outlook. This significant aspect of his work indeed enhances the credibility of his poetic expressions and elevates them to newer heights. All these aspects have been elaborated in this article of mine.

ہندوستانی فلسفہ کے مطابق مو جودہ کائنات عناصرِ خمسہ سے تشکیل پائی ہے۔ یہ عناصر آگ، پانی، زمین، ہوا اور آسمان ہیں۔ یہی پانچوں عناصر کسی نہ کسی طور پر حیات کی تشکیل و تعمیر کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کی پرورش بھی کرتے ہیں۔ ان تمام عناصر کی انضمامی شکل ہی ماحولیات ہے۔ یہ حیات بخش عناصر اگر تمام طرح کی آلودگی سے پاک ہوں تو زندگی بھی خالص اور محفوظ رہتی ہے۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ، ماحولیات محفوظ ہو تو زندگی محفوظ، یہ بات محض ایک کہاوت ہی نہیں بلکہ لازمی اور حقیقت بھی ہے۔ ماحولیات کا توازن ہی دورانیہ حیات (لائف سائیکل) کو کنٹرول کرتا ہے اور اس میں تعطل آتے ہی زندگی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی حفاظت کی فکر زمانۂ قدیم سے ہوتی آرہی ہے۔ ویدک دور کے مہارشیوں نے اس کی ضرورت اور اہمیت کو ذہن میں رکھ کر اس کو محفوظ اور خالص

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، ستیہ وتی کالج یونیورسٹی آف دہلی انڈیا۔

رکھنے کے لئے اصول وضوابط بنائے تھے اور کہا تھا کہ مذہب انہی قوانین کی عملی شکل ہے۔

ویدوں کو حیاتیاتی سائنس کا بنیادی گرنتھ مانا گیا ہے۔ ویدوں میں تخلیق کے حیات بخش عناصر کی خصوصیات کی کافی لطیف اور تفصیلی وضاحت کی گئی ہے۔رِگ وید میں آگ کی شکل، اس کے تغیرات اور اس کی خصوصیات کی تشریح کی گئی ہے۔ یجُر وید میں ہوا کی خصوصیات، اس کا کام اور اس کے مختلف حالتوں کی روایات ملتی ہیں۔ اَتھر وید کے علاوہ عناصرِ زمین کا بیان تمام ویدوں میں ملتا ہے۔ ویدک مہارِشیوں نے ان قدرتی طاقتوں کو پروردگار کے مترادف تسلیم کیا ہے، اسی لئے اُن دنوں غیر جاندار اور جاندار، تمام مخلوقات کی عبادت کی جاتی تھی اسی لیے تمام مخلوقات کے مابین امن وسکون، خوشی اور خوشحالی کا ماحول یقینی طور پر تھا۔ قرآن شریف کی متعدد آیات میں اور سیرتِ رسول ﷺ کے مطالعہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ،ماحولیات سے متعلق مسائل پر ایک واضح اور ہمہ جہت نقطۂ نظر رکھتا ہے۔ قرآن شریف میں ایسی بہت سی آیات ہیں، جن میں مناظر فطرت کے بیان ہیں۔ قرآن حکیم میں قدرتی وسائل کا مناسب استعمال اور ان کے تحفظ کی بھی تعلیمات دی گئی ہیں۔ اسلام میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ درختوں کے پھل ضرور کھائیں لیکن ان کی شاخوں کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائیں۔ اسلام میں شجرکاری کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر تم قیامت کو واقع ہوتا دیکھو اور تمہارے ہاتھ میں پودا ہو تو وہ اسے ضرور زمین میں لگا دو۔ قرآن شریف میں اس بات کی وضاحت ہے کہ آبی گردش، فضا، نباتات، سمندر اور پہاڑ وغیرہ انسان کی بہتری کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو انسانوں کو ان تمام چیزوں سے ضرور محبت کرنی چاہئے۔

یجُر وید کا مطالعہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس کے متن میں ماحولیات کے تمام عناصر کو پر سکون اور متوازن سے رکھنے کا اظہار کیا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ پوری دنیا کا ماحول متوازن اور بہتر ہو۔ اس میں ذکر ہے کہ آسمان اور زمین کے تمام نامیاتی، غیر نامیاتی اجزاء، توازن کی حالت میں رہیں۔ پوشیدہ آسمان وزمین اور اس کے تمام اجزاء، ہوا، پانی اور نباتات وجمادات، وسائل اور علوم پُرسکون رہیں۔ ماحولیات کے تئیں اتنا شدید اور لطیف علم جس کا حوالہ ویدوں میں ہے دوسری جگہوں پر کمیاب ہے۔ قرآن شریف کی آیات بنی اسرائیل (17:44)، الحج (22:18) ، النحل (50-4916) میں بھی اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ ہم نے کائنات اور موجوداتِ کائنات کو منظم طریقہ سے خلق کیا ہے اور تمام موجودات میں ہم آہنگی پیدا کی ہے۔ آیت الدخان (54.44) میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی یعنی دنیا کی ہر شے منصوبہ بند طریقہ سے پیدا کی گئی ہے اور منصوبہ بند طریقہ ہی سے ہر شے کی نشو نما اور خاتمہ ہوگا۔ انسان چونکہ نائبِ خدا ہے اس لئے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ موجوداتِ کائنات کا تحفظ کرے۔

رِگ وید میں ہوا کی اہمیت کو ادویات سازی کا ہم پلہ قرار دیا گیا ہے۔رِگ وید کی ایک کردار 'رِچا' کہتی ہے، اے ہوا! اپنی دوائیاں لے آؤ اور یہاں سے تمام نجاست دور کرو، کیونکہ تم ہی تمام ادویات سے بھرپور ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رِگ وید (X.186.1-3) میں 'اُل واتاین' رِشی نے گائتری چھند کے ذریعہ ہوا کی خصوصیات اور اثرات کی وضاحت کرتے ہوئے 'ہوا' کو 'دیوتا' بنادیا تھا۔ گائتری چھندوں کے مطابق

ہوا زندگی عطا کرتی ہے، بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ دل، گلے اور آواز کے لئے تازہ ہوا انتہائی کارآمد ادویہ میں شمار کی جاتی ہے۔رگ وید کا یہ شلوک دیکھیں:(1)

वातआवातुभेषजं, शंभुमयोभुनोहृद
प्रणआयूँषितारिषत्ऋग्वेद X. 186.1)

قرآن کی آیات الحجر(19: 15 23-)، البقرہ(2:164)، الاعراف(7:57) میں ہوا کی افادیت و اہمیت کا تفصیلی ذکر ہے۔ ان آیات کے مطابق تمام جاندار اپنی بقاکے لئے پوری طرح ہوا پر انحصار کرتے ہیں۔ نباتات وحیوانات ہوا کے بغیر سانس نہیں لے سکتے اور نہ ہی سانس لئے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں لہٰذا ہوا کو تمام طرح کی آلودگی سے پاک وصاف رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔

اسی طرح قرآن شریف کی آیات الحجر(15:18)، النور(24:41)، طٰہٰ(20:53) میں اللہ تعالیٰ نے پانی کی اہمیت وافادیت واضح کرتے ہوئے فرمایاہے کہ زندگی کی بنیاد پانی پر ہے اور تمام جاندار کا وجود پانی پر منحصر ہے، خواہ وہ نباتات ہوں یا حیوانات۔ اس کے علاوہ جسم اور لباس کی پاکیزگی اور طہارت پانی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

رِگ وید کا ایک اور منتر پانی کی شفافیت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"الحمد کے گیت گائیں، آبِ رواں کے، جو ہزاروں دھاروں سے کرسٹل کی طرح بہہ کر آنکھوں کو لطف دیتا ہے"۔ویدک ادب میں آب کو حیات بخش ماناگیاہے۔ ویدک دور میں شام کے وقت پانی سے غرارہ اور جسم کے کئی حصوں کوصاف کرناضروری سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے رِگ وید کے 'ئیتریہ آرن یک 1.26.7' میں کہا گیا ہے کہ: (2)

नाप्सुमूत्रपुरीषंकुर्यात्

یعنی پانی کے اندر پاخانہ پیشاب نہیں کرناچاہئے۔ حضرت محمد ﷺ نے بھی ایسا کرنے کے لئے سختی سے منع کیا ہے۔ اتھر وید(1.4.4) میں بتایا گیاہے کہ پانی، آبِ حیات ہے اور ادویہ خصوصیات سے پُر ہے:(3)

अप्स्वन्तरमृतमप्सुभेषजम्।।अथर्ववेद1.4.4

رِگ وید (5.83) کے مطابق ماحولیاتی تحفظ کے لئے بارش کے پانی کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔رِگ وید کے پرجنیہ سُکت میں بتایا گیاہے کہ بادل پوری دنیا کو خوشی عطا کرتا ہے:(4)

यत्पर्जन्यकनिक्रदत्स्तनयन्हंसिदुष्कृतः
प्रतीदंविश्वंमोदतेयत्किण्चपृथिव्यामधि।।ऋग्वेद. 4.83.1

علامہ اقبال نے بھی اپنی نظم "ابر کہسار" میں بادل اور بارش کے پانی کی اہمیت کی طرف اشارے کئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بادل نوخیز سبزے کی امید ہے یعنی جو سبزہ ابھی ابھی زمین سے اگتا ہے وہ پانی کی کمی سے سوکھ جاتا ہے۔ اس لیے اس کی زندگی کا دارومدار بارش پر ہے:5

سبزۂ مزرعِ نوخیز کی امّید ہوں میں

زادۂ بحر ہوں، پروردۂ خورشید ہوں میں

مندرجہ ذیل شعر میں اقبال نے بادل کو حضرت عیسیٰؑ کے ہم پلہ قرار دے دیا ہے یعنی جس طرح عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے اسی طرح بادل بھی سبزے کو ہرے بھرے ہو جانے کے لیے حکم دیتا ہے:

چشمۂ کوہ کو دی شورش قلزم میں نے

اور پرندوں کو کیا محو ترنّم میں نے

سر پہ سبزہ کے کھڑے ہو کے کہا قم میں نے

غنچۂ گل کو دیا ذوقِ تبسم میں نے (6)

مختصر یہ کہ بادل، پانی اور ہوا کی افادیت و اہمیت ویدوں، قرآن اور دنیا کی تمام تخلیقی ادب میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ان حیات بخش اشیا کو تمام طرح کی آلودگی سے پاک رکھنا انسانوں کا اولین فرض ہے۔

توانائی کے لا محدود ذریعہ آفتاب کو کائنات کی روح کہہ کر اس سے زندگی کی نمو کی درخواست کی گئی ہے۔ اپنشد کاروں نے بھی سورج کو زندگی سے تعبیر کیا ہے۔ 'ہَوَن' (Offering prayer to God in front of fir) کے ذریعہ ماحول کو پاک کرنا بھی ویدوں کا موضوع رہا ہے۔ رِگ وید (III.61. 4) میں کہا گیا ہے کہ صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے مشرق کی طرف سے جب سنہری شعائیں آتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تاریکی کے لباس کو چیرتی ہوئی آ رہی ہیں۔ ویدک رِشیوں نے بتایا کہ سورج کی کرنوں میں ماحولیات کو محفوظ رکھنے کی طاقت بے انتہا ہے۔ آفتاب، زمین اور پانی کو صاف کرتا ہے اور نقصان دہ کیڑے مکوڑوں کو مارتا ہے۔ آسمان و زمین کے درمیان موجود ہر شے کو نامیاتی طاقت عطا کرتا ہے۔ رِگ وید (1.191.8) میں کہا گیا ہے: (7)

पुरस्तात्सूर्यएतिविश्वदृष्टोउद्दृष्टह

अदृष्टान्त्सर्वाण्जम्भयनत्सर्वाश्चयातुधान्यः||ऋग्वेद1.191.8

اسی لئے ویدک زمانے میں ماحولیاتی نفاست کے لئے ہَوَن (Offering prayer to God in front of fir) کیا جاتا تھا۔

'سام' وید میں زندگی کے حق میں دعائے خیر اور فطرت سے لامتناہی اظہارِ پرستش کا ذکر موجود ہے۔ اس میں نباتات وحیوانات اور علوم ادویہ کے خوبصورت منتر ہیں۔ 'سام' وید کہتا ہے اے اِندر! سورج کی شعاؤں اور ہوا سے ہمارے لئے ادویہ پیدا کرو۔ اے خالق کائنات! آپ نے ہی منشیات، آب اور حیوانات کو پیدا کیا ہے۔

'اَتھر' وید میں بھی ماحولیاتی تحفظ اور فروغ سے متعلق افکار کے فخریہ ترانے گائے گئے ہیں۔ اَتھروَن رِشی اَتھر وید کے پرِتھوی (زمین) 'سُوکت' میں زمین کی عظمت سخاوت، کلیۃ الوجود وغیرہ لامحدود خصوصیات پر متعجب اور فریفتہ ہو کر، کہہ اٹھے، اے ماں! آپ کے لئے خدا

نے موسم سرما، موسم بارش اور موسم بہار بنایا۔ دن رات کے دائرے قائم کیے ہیں۔ آپ کے فضل و کرم کے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ میں زمین کے جس مقام پر کان کنی کروں (مٹی کھودوں)، وہاں جلد ہی ہریالی چھا جائے۔ آپ سے دعا ہے کہ مجھے ایسی عقل و حکمت (Wisdom) عطا کریں جس سے میں آپ کے دل کو نہ تو مجروح کروں اور نہ ہی آپ کو صدمہ پہنچاؤں۔ اس طرح 'اَتھر' وید انسانی دنیا کے مزید قریب ہے۔ انسان صحت مند، خوش اور عمر دراز رہے، فطرت کے بنائے اصولوں پر چلے اور حیوانات، نباتات اور کائنات کے ساتھ ارتباط رکھے، یہی اَتھر وید کی خاصیت ہے۔

ویدک رسُومات کے کئی طریقہ کار نے بھی ماحولیات کے تحفظ اور سلامتی کی ذمہ داری ادا کی ہے۔ جنگلوں میں رہ کر ماحولیات کے تئیں خاص طور سے بیدار رہنے والے رشیوں نے قدرت کے اسرار و رموز کے متعلق ادب کی تخلیق کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں ماحولیات کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ جنگلوں میں قدرت کے اسرار و رموز کو سمجھنے والے "برَہمَن گرنتھ" (النصوص) اور اُپنِشَدوں کے درمیان کی کڑی ہیں۔ (اَرَنّیہ بھَویتی اَرَنّیہ کَم) کہہ کر، اَرَنّیک کا مطلب واضح کیا گیا ہے۔ اس کا موضوع علم الحیات ہے۔ خلا اور ہوا سے زندگی کا تعلق باہم منحصر ہے۔ ماحولیات کے نامیاتی اور غیر نامیاتی عناصر میں بھی ہوا اور خلا کی خصوصی شراکت رہتی ہے۔ تخلیق کے تمام عناصر میں ان دونوں کی شمولیت ہے۔ انھیں خصوصیات کی وجہ سے مخلوق کے تمام عناصر کو حیاتیاتی قوت ملتی ہے، جس سے ترقی کی رفتار گامزن ہوتی ہے۔

اُپنِشَدوں میں بھی آب، ہوا، زمین اور خلا کا بڑے پیمانے پر بیان ہوا ہے۔ اس میں فطرت کی اہمیت مسلم طور پر تسلیم کی گئی ہے۔ ان کے مطابق مادہ کی پیدائش اور حیات و کائنات کی تخلیق، آگ، پانی اور زمین کی تخصیص یعنی حسن تصرف سے ہوا ہے۔ 'شُویتاشُویتر' اُپنِشد نے فطرت کی اس سہ رخی خصوصیات کی تشریح پیش کی ہے۔ "چھادوگیہ" اُپنِشَد واضح کرتا ہے کہ قدّوسیت کا نفاست سے براہ راست تعلق ہے۔ اس میں آگے مزید واضح کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے کہ زمین، پانی اور بشر فطرت کے اجزاء ہیں۔ زمین کا عرق پانی ہے اور پانی کا عرق منشیات ہے۔ منشیات کا عرق بشر اور بشر کا عرق آواز، آواز کا عرق مُناجات، مُناجات کا عرق، 'سام' وید اور 'سام' وید کا عرق، اُونکار (اُوم م م م ۔۔۔۔۔ م) ہے۔ ("اونکار" دنیا کی حتمی امن میں گونجنے والے موسیقی کا نام ہے)، یعنی زمین عنصر میں ہی سب عناصر کو حیاتیاتی بنانے کی یہی اہم وجہ ہے۔

"رامائن" کے زمانے میں بھی ماحولیاتی شعور کافی سرگرم تھا۔ "والمیکی رامائن" میں 'بھگوان رام' کی جلاوطنی کے دنوں میں فطرت کے دلفریب مناظر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس وقت پہاڑ، پردیش، گھنے جنگل اور دلکش دریاؤں کے کنارے 'سارس' اور 'چکرواک' جیسے پرندے خوشی سے چہچہا رہے تھے۔ خوبصورت تالابوں میں کمل کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ جنگلوں میں جھُنڈ کے جھُنڈ ہرن، ہاتھیوں کے جھُنڈ اور دوسرے جنگلی جانور، بے خوف گھوم رہے تھے یعنی اُن دِنوں ماحول انتہائی خوش نما تھا۔ اس دور کی عکاسی کرنے والے عظیم شاعر 'بھَوبھُوتی' نے بھی فطرت کی انتہائی احساساتی اور دلکش مثال پیش کرتے ہوئے کہا ہے، سیتا کی رہائش گاہ سبزے سے بھری ہوئی تھی۔ یہاں وہ ہرنوں کو ہری گھاس دیتی تھیں۔ رامائن کے دور کے تمام گرنتھوں میں ذی حرکت اشیا کو با شعور عناصر بتایا گیا ہے۔ 'رام

چَرِترَمانَس' کے ' اتُرکانڈ' میں بیان کیا گیا ہے کہ چراگاہ، تالاب، سبز و شاداب زمین، جنگل، باغ کی تمام مخلوق مزے سے رہتی تھیں۔اس طرح 'رامائن' کے زمانے میں ماحولیات اور فطرت کو انسانوں سے قریب مانتے ہوئے اسے خصوصی تحفظ فراہم کیا گیا تھا۔

مَہابھارت کے دور میں مَہارِشیوں(عارفوں) نے ماحولیات کی عظمت وامتیاز کو قبول کیا تھا۔اس دور میں بھگوان کرِشن کی طرف سے گیتا میں فطرت کو کائنات کے عوامل کی وجہ بتایا گیا ہے۔فطرت کے ذرّہ ذرّہ میں خالق کائنات سمایا ہوا ہے۔فطرت کے تمام معجزات کو خدا کی شکل بتاتے ہوئے شری کرِشن کہتے ہیں کہ میں ہی زمین میں داخل ہو کر تمام مجسم روح المخلوقات کی شکل اختیار کرتا ہوں۔چاند بن کر منشیات کی پرورش کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ اوراس کی ذات وصفات کے متعلق ابن عربی کا بھی خیال ہے:

> "وجود ایک یا واحد اللہ ہے، ذاتِ حق ہے، حقیقتِ مطلق ہے جو اپنے مختلف ناموں سے معروف ہے۔ہر وہ شے جو اس کے علاوہ یا اس کے ماسوا ہے، محض اسی وجودِ واحد کا ایک مظہر ہے۔اللہ اور ماسوا میں باہم کوئی تفریق نہیں۔گویا یہ کائنات، یہ سارے کا سارا عالمِ فطرت، اسی خدا کا عین ہے۔کائنات سے اللہ کی عینیت کو ہم اس کی ذات وصفات میں ہی مدرک کرتے ہیں۔یعنی 'جوہر' کی عینیت کی بنا پر۔گویا یہ تمام کائنات اسی وجودِ مطلق کی "تجلی" ہے یا پھر یوں کہیے کہ یہ تمام عالم ظواہر اسی "وجودِ تامہ" کے صدور کی ایک صورت ہے"۔(8)

یہی وجہ ہے کہ مَہابھارت دور میں ہر عنصر کو دیوتا سے مشابہت قرار دے کر ان سے التماس کی جاتی تھی۔اُن دنوں درختوں کی عبادت کا رواج تھا اورانہیں کاٹنا گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا۔مَہابھارت کے ' ادپَرو' میں وضاحت ہے کہ گاؤں میں جو جگہ درخت پھول اور پھلوں سے بھرپور ہو وہ مقام ہر طرح سے لائق کریمہ ہے۔اس میں فطرت کو متعدد استعارات کے ساتھ تزئین کیا گیا ہے۔دریاؤں کے پانی کو کرسٹل کی مانند صاف وشفاف اور خوبصورت بتایا گیا ہے۔مَہابھارت کے دور میں مقدس اور ٹھنڈے تالاب،جنگل اور پہاڑ وغیرہ کو فطرت اور ماحولیات کے حیرت انگیز منابع ومصادر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ان مناظر کے ذکر سے زیادہ تر تقاریب بھری پڑی ہیں۔کائنات اور فطرت کے حسن کو تحفظ بخشنے والی ویدِک تہذیب انسانوں کو اپنے گھر کے گرد ونواح کو خوبصورت بنائے رکھنے کے لئے تحریک دیتی ہے۔اَتھروید (IV.106.1)میں کہا گیا ہے :(9)

आयनेतेपरायणेदुर्वारोहन्तुपुष्पिणी

उत्सोवातत्रजायतांह्रदांवापुण्डरीकवान्।।

(अथर्ववेदप्ट104.1)

(تیرے گھر کے آگے اور پیچھے پھولوں کا چمن خیز سبز اُگے اور وہاں ایک کَملوں والا تالاب ہو)

شاعری کے ہی مانند فلسفہ اور حکمت بھی ماحولیاتی فکروآگہی سے لبریز رہے ہیں۔فلسفہ میں فطرت اور بشر کی شمولیت کو تخلیق کا سبب مانا جاتا ہے۔فطرت ریشہ وفاحش ہوتے ہوئے بھی انتہائی لطیف ہے۔لہٰذا فطرت تمام مخلوق کی ابتدا کی اہم وجہ ہے۔چونکہ فطرت کو یہاں انتہائی

لطیف دکھایا گیا ہے، اس لئے اس میں ماحولیات، بغیر کوشش کے ہی متحرک ہو اٹھا ہے۔'فلسفہ عدل' میں خدا اور مخلوق کے ساتھ فطرت بھی اہم جزو ہے۔''وَیشیشِک فلسفہ'' میں عناصرِ خمسہ کی وضاحت یہی ہے۔ یہی تخلیق کے اہم عوامل ہیں۔''یوگ فلسفہ ''بھی'' فلسفہ تصور'' کی طرح فطرت کی تفسیر و تجزیہ پیش کرتا ہے۔ لہٰذا تمام فلسفے، فطرت کی شکل میں ماحولیات کی اہمیت کو مستحکم کرتے ہیں۔

وِیدک اور فلسفیانہ ادب کے ہی مانند 'پُرانڑوں' میں بھی ماحول کے اجزاء کو لائق پرستش مانا جاتا ہے، فطرت کے ان اجزاء میں الوہیت کے تاثرات بھی پیش کیے گئے ہیں۔ یہاں مٹی، پتھر، ہمالیہ پہاڑ کو فرشتہ بتا گیا یا ہے تو دریاؤں کو 'دیوی' کے مترادف مانا ہے، جس میں مقدس گنگا کی شکل تو بیان سے باہر ہے۔ 'پُرانڑوں' کے مطابق خدا دنیا کی فلاح کے لئے کبھی ماہی کی شکل اختیار کرتا ہے تو کبھی کچھوے کی اور کبھی ہنس بن کر ان کی اہمیت پیش کرتا ہے۔ شیر اور خنزیر کے طور پر آکر تمام حیاتیات کی برتری کا اعلان کرتا ہے۔ اسی لئے بھارت کی ثقافت میں تمام جاندار و غیر جاندار اشیا کو سماوی مانا ہے۔''پُرانڑوں'' کی تخلیق کی بنیاد بھی قدرت کے عناصر کو لے کر بنی ہے۔ متعدد پُرانڑوں کے نام بھی ان عناصر کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔''اَگنی پُرانڑ''، ''وایو پُرانڑ'' وغیرہ میں یہی احساس منعکس ہوتا ہے۔ ان تمام'' پرانڑوں'' میں سماوی فطرت قطعی طور پر رہائش پذیر ہے۔

''بَرہمانند پُرانڑ'' اپنی ایک آیت میں پانی کی اہمیت کو پیش کرتا ہے جس میں آبِ گنگا کی خاصیت خاص طور پر منعکس ہے۔ درخت تمام بشر کے لئے مسلسل حیات بخش ہوا کی روانی اُستوار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی رِشیوں، مہارِشیوں میں درختوں کے تئیں محبت کا ایک گہرا احساس ہے۔ اسی لئے یہاں درخت کی عبادت کا رواج انتہائی قدیم ہے۔'دیودار' کے پیڑ کو دیوتاؤں کا عزیز ترین درخت کہا جاتا ہے۔''تُلسی'' کو ہوا کی طہارت اور پاکیزگی کے لئے ہر گھر کے آنگن میں لگانے کی روایت ہے۔ واضح رہے کہ تُلسی کو عربی میں ریحان کہا جاتا ہے۔ ریحان جنت کا خوشبودار پودا بھی ہے۔ اساطیری عقیدے کے مطابق ہندوستان میں پیپل، پلاش، نیم، اَشوک، بَرگد، کَدَمب، اَولا، وغیرہ متعدد درختوں کو دیوتا کی مانند پوجا جاتا ہے۔ تحفظ ماحولیات کے تعلق سے ویدوں میں پیپل کے درخت کی اہمیت ہے۔ پیپل کو سنسکرت میں 'اَشوتّھ' کہا جاتا ہے، جو ادویہ خصوصیات سے پُر ہے۔ اسی لئے ویدک رِشیوں کے لئے یہ درخت لائق پرستش تھا۔ رِگ وید میں پیپل کے متعلق کہا گیا ہے:(10)

अश्वत्थेवोनिषदनं
पर्णेवोवस्तिष्क्रिता
गोभाजइत्किलासथ
यत्सनवथपूरुषम् (ग् 97.5)

قدیم زمانہ میں تو درختوں کے ساتھ جنگلات کی بھی عبادت کی جاتی تھی۔اسی لئے مدھوَن، برِہدوَن، بَہُل وَن، کُمُدوَن، شری وَن، نَندن وَن وغیرہ جنگلات کا ذکر ملتا ہے۔ان تمام کوششوں کے پیچھے ماحولیات کیتحفظ کی خاصیت ہی جھلکتی ہے۔لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج کل انسان اپنی مادی خود غرضی کی خاطر درختوں کو تیزی سے کاٹ رہے ہیں اور جنگلات کو تباہ کر رہے ہیں۔

''پُرانڑوں'' کے عروج کا زمانہ ویدِک عہد سے شروع ہو کر سولھویں صدی کے آخری عرصے تک مانا گیا ہے۔لہٰذا اس طویل مدت میں ماحولیات کے تیئں شعور اور بیداری کا رجحان ملتا ہے۔اس کے علاوہ تاریخ کے صفحات میں دبے تمام حقائق کو ابھارنے پر پتہ چلتا ہے کہ اُن دنوں بھی ماحول کے تیئں رویہ مثبت تھا۔سندھو تہذیب کے دور میں دراوڑوں کی طرزِ زندگی ماحولیات کے تیئں محبت کو ظاہر کرتی ہے۔دراوڑ خاص طور پر درخت کی عبادت کرتے تھے۔دراوڑوں کی طرف سے شروع کی گئی روایت بعد میں بھی زندہ رہی۔چَندرَگُپت موریہَ کے وقت جنگلوں کی حفاظت پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔کوٹلّیہ کی معاشیات میں پناہ گاہوں کے پانچ زمرے ہوتے تھے۔شہنشاہ اَشوک کے دورِ حکومت میں سب سے پہلے جنگلی زندگیوں کے تحفظ کے لئے قوانین بنائے گئے تھے۔اس کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا رہا۔

کالی داس نے بھی فطرت کا مشاہدہ باریک بینی سے کیا ہے اور اپنی تمام تخلیقات (شاعری اور ڈراموں) میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار فطرت کے پس منظر میں ہی کیا ہے۔فطرت کے تیئں ان کی بے پناہ محبت ایک فلسفیانہ اظہار لئے ہوئے ہیں۔ماحولیات کے تیئں ایک حساس نظریہ، جو اس کے تحفظ کے لئے بے حد ضروری ہے، کالی داس کی تمام تخلیقات میں موجود ہے خاص طور پر 'اَبھِگّیان شَکُنتلَم' ، میگھ دُوتَم اور 'رِتُو سنہار' میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

کالی داس کی ان تینوں تخلیقات میں فطرت، زندگی کے ارتعاشات کے ساتھ چلتی پھرتی ذی حیات معلوم ہوتی ہے اور ہمیشہ انسان کو نئی توانائی بخشتی ہے۔فطرت کے بنیادی عناصر کی تمثیل نگاری، فطرت کی آزادانہ اور والہانہ تشریح و تعبیر اور فطرت اور انسانوں کے درمیان فطری اور قریبی رِشتوں کی دلکش منظر کشی کالی داس کی امتیازی خصوصیت ہے۔

'اَبھِگّیان شَکُنتلَم' میں سوائے پانچویں حصہ کے تمام حصوں میں فطرت کی منظر کشی نمایاں طور پر کی گئی ہے۔سب سے پہلے نان دِنی شلوک ' شنکر کے ہشت مجسّموں کی شکل میں فطرت کے پانچوں عناصر آگ، پانی، زمین، ہوا اور آسمان کو آفتاب و ماہتاب کے ساتھ ساتھ انسان کے رشتہ کو بھی منعکس کرتا ہے۔اس کائنات میں انسان اور فطرت، انسان اور فرشتے (دیوتاؤں) کے مابین مضبوط اور پائیدار تعلق خاص کا بہترین راستہ ''یگّیہ'' (قربانی) تھا۔قربانی (یگّیہ) سے خود سپردگی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔یہی یگّیہ (قربانی) انسان اور فطرت کے سہل رشتہ کی تفسیر ہے۔'اَبھِگّیان شَکُنتلَم' میں کالی داس نے موسم گرما کی مناظر کا بیان کیا ہے اور نغمہ گنگناتے ہوئے رقاصہ کی بیتابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دُشینت کی شہوانی فطرت کی جھلک پیش کی ہے۔پھر دُشینت کے تیر سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے تیز رو غزال کی فطری کوششوں کا بڑا ہی لطیف منظر سامنے آیا ہے۔فطرت کی اس بے گناہ اور معصوم مخلوق کا قتل نہ کیا جائے، کالی داس کے یہاں اس کا واضح اشارہ ہے۔

تیر اندازی بادشاہوں کا محبوب مشغلہ رہا ہے پھر بھی اہلِ آشرم تمام جانداروں کی حفاظت بے خوف و خطر کیا کرتے تھے۔ آج دنیا سے متعدد مخلوق اور جاندار معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔ انسانوں نے اپنی لالچ کی وجہ سے انہیں مار کر ان کی نسل کو عدم کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ کالی داس کی تخلیق 'اَبھِگّیان شکنتلَم' کا مرکزی کردار دُشینت، بادشاہ ہونے کے باوجود بھی شکار کے لئے لا حاصل قتل نہیں کرتا ہے اور جنگل کے راہبوں کے ذریعہ جانوروں کا شکار نہ کرنے کے حکم کی قدر کرتا ہے۔ آشرم کی زندگی ہندوستانی تہذیب کی ناقابلِ تقسیم حصہ رہی ہے۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے بھی ہندوستانی تہذیب میں جنگلات کو آزمایشی تہذیب سے تعبیر کیا ہے۔ حقیقت میں آشرموں کا جغرافیائی اور طبعی ماحول جتنا مقدس اور خوبصورت ہوتا ہے اس کی روحانی شکل بھی اتنی ہی مقدس اور لطیف ہوتی ہے۔ جنگلات کے آشرموں میں ہرن کے بچے اپنی ماں کی گود کے بجائے رشیوں کی گود میں بیٹھ کر زندگی گذارتے ہیں۔ اور کُش (سبزہ) کی نوک ان کے منھ میں چبھ جاتی ہے تو ان کی تکلیف کو 'اِنگُودی' کے تیل سے رشی مُنی دور کیا کرتے ہیں۔ 'اَبھِگّیان شکنتلَم' کے حصہ اول میں پرندوں کے آشیانوں سے ان کے منھ سے گرے ہوئے دانوں کے چھلکے و بھوسیاں نظر آتی ہیں تو کہیں اِنگُودی نام کے درخت کے پھلوں سے تیل نکالنے کے لئے توڑنے والے انتہائی چکنے پتھر ہیں۔ بے خوف غزال ہوا خوری کر رہے ہیں۔ آشرم کی کُٹیوں کے آنگن میں 'نومالیکا' کی بیلیں اور زعفران کے پودے ہیں جن پر بھنورے منڈلا رہے ہیں۔ راجہ دُشینت سب سے پہلے جب شکُنتلا کو دیکھتا ہے تب وہ پورے محبت سے لبریز ہو کر چھوٹے چھوٹے پودوں کو خود سینچ رہی ہوتی ہے۔ شکُنتُلا کے حسن کے بیان میں بھی فطرت کے عطا کردہ عناصر معاون ہوتے ہیں۔ شکَنتُلا اور اس کی سہیلیوں کو دُشینت جنگل کے بیل بوٹوں سے تعبیر کرتا ہے۔ شہر کی لڑکیاں باغ کے بیلیں ہیں۔ شکَنتُلا تو حقیقت میں قدرت کی دوشیزہ، فطرت کی بیٹی ہے۔ جنگلی بیل بوٹے بغیر دیکھ بھال کے بڑھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی بھی حیرت انگیز ہوتی ہے۔ 'اَنسُوئیا' کی نظر میں شکَنتُلا 'نومالیکا' 'کُسم پیلوا' ہے۔ اس کے ہونٹ نوخیزیت سے سرخ ہیں۔ باہیں درخت کی شاخیں اور شباب پھول کی طرح پُرکشش ہے۔ خش و خاشاک میں اس کا حسن مزید حسین لگ رہا ہے جیسے کیچڑ اور سوار سے کَمل اور تاریکی میں چاند حسین لگتا ہے۔ وہ گلِ باکرہ ہے۔

حصہ چہارم میں کالی داس نے فطرت کی دنیا کی منظر کشی انتہائی خوبصورتی سے کی ہے۔ اس حصہ کو تو ماحولیاتی فلسفہ کی اہم اسناد کہا جاسکتا ہے۔ عاشقِ فطرت شکَنتُلَا شوہر کے گھر جانے کے لئے سجتی ہے تو کسی درخت نے چاند کی طرح سفید خوش بخت ریشمی کپڑے بنا کر دیئے، کسی نے پاؤں رنگنے کے لئے انتہائی خوبصورت سُرخاب نکال کر دیا۔ اسی طرح تمام درختوں نے پلّو کی طرح خوبصورت جنگلا اور دیوتاؤں نے طرح طرح کے زیورات دیئے۔ شکَنتُلا کی خوشی اور خوش قسمتی کو دیکھ کر فطرت بھی بے حد خوش تھی اور اس کی خوشی میں شریک تھی لیکن اس کی رخصتی کو دیکھ کر مُنی کشیپ ہی نہیں بلکہ جنگل دیوتا، پیڑ پودے، چرند و پرند سبھی لرزہ و پریشان ہو جاتے ہیں۔ شکُنتُلَا خود زندہ بیدار فطرت ہی تھی۔ اسے اپنے آپ کو پھولوں سے سنوارنے کا بہت شوق تھا پھر بھی کلیوں کو کبھی توڑتی نہیں تھی۔ درختوں کے پھولوں کے کھلنے کے وقت اس کے لئے جشن ہوتا تھا۔ تعجب نہیں کہ اس کی رخصتی پر درخت بھی رو پڑے ہوں۔ کوئل کی میٹھی کوک سے اس کی رخصتی کرتے ہیں۔ جنگل کے دیوتاؤں نے بھی دعائیں دے کر اسے رخصت کیا۔ حقیقت میں تمام جنگل آنسوؤں کے قطروں میں

تبدیل ہو گیا تھا۔ ہرنوں نے گھاس کھانا ترک کر دیا تھا، موروں نے رقص کرنا بند کر دیا تھا اور نباتات اس کی جدائی میں گریہ وزاری کر رہی تھیں۔ بہن سَر کِھی، ون جیوتسنا لتا (بیل) کو شکُنتلا کی سہیلیوں کے ہاتھ میں ورثہ کی شکل میں رکھ دیتی ہیں۔ حاملہ غزال دختر فطرت شکُنتلا کے جانے سے پریشان ہیں تو دوسری طرف اس کا ثقافتی بیٹا ہرن اس کے آنچل کو نہیں چھوڑ رہا ہے۔ جنگل کی بیٹی حقیقت میں جنگل کی روح تھی۔ اس کے بغیر جنگل کے ماحول کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ فطرت اور انسان کی باہمی رشتے، ہمدردی اور پُرکشش نغمہ سرائی کے تعلق سے نزاکت کے ساتھ بیان کرنا کالی داس جیسے ماحولیاتی مفکر و فلسفی کے لئے ہی ممکن تھا۔

پانچویں حصے میں سری مَتی ہَنس پادیکا (دشینت کی رانی) کے نغموں میں آم کے مَنجر (بور، پھول) بھنوروں اور کمل کے پھولوں کا بیان ہے۔ فطرت کی خوبصورتی اور دلکش نغموں کے اثرات انسان کی سرشت پر پڑتے ہیں۔ کالی داس کا خیال ہے کہ فطرت کے دلکش مناظر یا قابلِ شنید آواز یا نغموں کا انسانی دلوں کے ساتھ ناقابلِ شکست رشتہ ہے۔ یہاں پیڑوں کی چھال لباس کے طور پر پہننے والے بَرَہمچاری شارَنگ رَو اور شارَدُوَت ہیں اور آشرم کی گُوتَمی بھی۔ بڑی بڑی آنکھوں والے غزال اور پرندوں کا بیان انسان اور فطرت کے رشتوں کو یاد دلاتے ہیں۔ مہتاب سوسن (لیلیٰ) کو کھلاتا ہے تو آفتاب کمل کو۔

'اَبھِگیان شکُنتلَم' کا چھٹا حصہ شاہی باغ کے بیان پر مشتمل ہے (جہاں بادشاہ اپنی رانیوں کے ساتھ تفریح کیا کرتا ہے) جو موسم بہار سے آراستہ ہے۔ اس باغ میں راجہ اور وِدُوشک مادھوی لتا باغ میں بات چیت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دِھیور کے ذریعہ شکُنتلا کی انگوٹھی ملنے کے واقعہ سے راجہ پریشان ہے اس لئے جشنِ بہاراں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ راجہ کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے عوام نے جشنِ بہاراں منانے کا ارادہ تو ترک کر ہی دیا تھا لیکن حیرت اور خوشی کی بات یہ ہے کہ موسم بہار کے تمام درختوں اور پرندوں نے بھی راجہ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ اسی لئے آم کے مَنجر زرِ گل حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ سدا بہار (پھول) کلی کی شکل میں ٹھہر گیا ہے، کِھل نہیں رہا ہے۔ کوئل کی کُوک اس کے گلے میں رُک گئی ہے۔ یہاں تک کہ کام دیو نے اپنے تیروں کو ترکش میں روک رکھا ہے (وہ دیوتا جو اپنے تیر سے باغ کو پھولوں سے آراستہ کر دیتے ہیں اور ایسا ماحول پیدا کر دیتے ہیں کہ شہوانی جذبات میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔) یہ سب صرف راجہ دُشینت کے بلند اقبال کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ انسان اور فطرت کے سکھ دکھ میں شراکت کا مظاہرہ ہے۔ یہاں فطرت انسان کی خوشی اور غم میں عملی شکل میں آگے بڑھ کر حصہ لیتی ہے۔

'اَبھِگیان شکُنتلَم' کے ساتویں حصہ میں راجہ دُشینت کو ہوائی مارگ اور بادلوں کے راستے جنت سے زمین پر آتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ 'بھگو ان مارِیچی' کی کُٹیا کے چاروں طرف 'ہیم کوٹ' پہاڑ پر مندار (بھگوان اندر کے 'نَندَن وَن' باغ میں موجود پانچ درختوں میں سے ایک)، کلپ درخت، اشوک کے پیڑ بے شمار ہیں اور سنہرے کمل کے پھول سے تالاب بھرے ہیں۔ یہ جگہ جنت کی طرح پُرسکون ہے۔ فطرت کی بیٹی شکُنتلا کا بیٹا بھرت، شیر کے بچہ کے ساتھ کھیلنے کی ضد کرتا ہے۔ شیر کا بچہ جب زاہد (یوگن) لڑکیوں کے بھائی بہن جیسا

ہے تو بھرت کو ان کے ساتھ کھیلنے میں کیا ڈر ہے؟ فطرت کے تئیں اظہار محبت کے بدلے محبت ہی ملتی ہے۔ فطرت کے تئیں نفرت کے جذبے سے فطرت خود کو انسانوں کے لئے منفی بنا دیتی ہے۔ فطرت کے چھوٹے چھوٹے اصول ہی انسان کی زندگی کے اصول بن جاتے ہیں۔ 'اَبھِگّیان شَکُنتَلَم' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت کہیں بھی انسانوں کی زندگی کے تئیں منفی کام نہیں کرتی ہے۔ انسان اور فطرت کی مکمل ہم آہنگی ہی یہاں نمایاں ہوتی ہے۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور کرنا بھی محال ہے۔ فطرت یہاں انسان کی خوشی اور غم میں اس کے ساتھ ہنستی اور روتی ہے۔

"رِتُو سِنہار" میں فطرت کے شاعر، کالی داس نے ہندوستانی موسموں کو انتہائی دلفریب انداز میں پیش کیا ہے۔ یہاں شاعر، پودوں اور حیاتیات پر مختلف موسموں کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔ "رِتُو سِنہار" میں کالی داس نے دکھایا ہے کہ فطرت کی اپنی خوبصورتی ہوتی ہے جو بے مثال ہے۔ سبھی موسم، اپنی خصوصیات کے ساتھ زمین کو فیض پہنچا سکتے ہیں۔ ہر موسم بنی نوع انسان کے لئے بے شمار اجناس فراہم کرتا ہے جسے شاعر نے اپنے شلوکوں میں پیش کیا ہے۔ مثال کے طور پر، گرمی کے موسم کے دوران، عورتیں اپنی پیشانی پر صندل کی لیپ لگاتی ہیں اور کچھ دیگر خوشبودار مصالحجات درختوں اور پودوں سے تیار کئے جاتے ہیں جسے عورتیں غسل کے دوران استعمال کرتی ہیں، یہ تمام باتیں کالی داس کے فطری ماحول کے تئیں بے انتہا محبت کے جذبے کو ظاہر کرتی ہیں۔

میگھ دُوتم میں بھی فطرت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہاں، ہمارے پاس مختلف قسم کے پودوں، جانوروں، پہاڑوں، دریاؤں، جھیلوں، پھولوں کے ساتھ ساتھ فطرت کی کچھ زندہ اور غیر زندہ عناصر کی نہ صرف زندہ وضاحت ہے، بلکہ عظیم شاعر کی شاعرانہ تخلیق کو بھی قابلِ توجہ بنا دیتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی عکاسی کرتا ہے کہ فطرت یا قدرتی ماحول کے تئیں کالی داس کی محبت یا شعور کس قدر شدید ہے۔ مثال کے طور پر، میگھ دوت میں، کالی داس نے بادلوں کے ٹکڑوں کو پیش کیا ہے جس کے ذریعے ایک ذی شعور شے کی طرح سے یکش، اپنی محبوبہ کو اپنی خیریت کا پیغام بھیجنا چاہتا ہے۔ اس طرح کالی داس فطرت اور انسان کو یکساں تصور کرتے ہیں اور دونوں کو ایک دائرے میں رکھتے ہیں۔ کالی داس بادل کو راما گیری سے الکا پوری کا راستہ بتاتے ہیں تو راستے میں پائی جانے والی اُن ندیوں اور پہاڑوں مثلاً اَمر کوٹ، نَرمدا، وِیتر اوَتی، گندھَر وَا اور جُمبیر ا وغیرہ کی تفصیل بھی بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح، ان شلوکوں کے دوسرے حصے میں، کالی داس الکا پوری شہر کی تفصیل جب بیان کرتے ہیں، جو جلاوطن یکش اور بادل کی منزل ہے، یہاں بھی کالی داس نے اس شہر کی خوبصورتی بیان کی ہے جس میں فطرت کے خوشگوار مناظر ہیں۔ یہاں بھی، کالی داس فطرت کے عطا کردہ وسائل سے اپنے شہر کی خوبصورتی کو بیان کرتے ہیں۔ اس طرح، ان دونوں شلوکوں میں جہاں کالی داس نے انسانی شکل میں قدرتی اشیا کو پیش کیا ہے وہیں انہوں نے فطرت اور انسان کے درمیان ایک جذباتی تعلق بھی قائم کیا ہے۔ اگرچہ، ان دونوں شلوکوں میں کالی داس، انسانی شکل میں قدرتی اشیاء چھوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر میگھ دوت میں بہت سی ندیاں ایک ادا کارہ کی طرح

ہماری توجہ اپنی طرف کھینچتی ہیں، یہ ندیاں بادل کے دل کو بھی اپنے میں اسیر کر لیتی ہیں۔ دریائے وِتراوتی ایک خوبصورت ہیروئن کی طرح مچلتی ہوئی لہروں کے ساتھ بہتی ہے اور بادل جذبہ شوق میں بل کھاتی ہوئی خاتون کو بوس و کنار کرتا ہوا آگے کی طرف گامزن ہے۔ یہ سب اپنے گردونواح کی جانب کالی داس کی کشش اور آگاہ ذہن کو ظاہر کرتا ہے۔

رزمیہ "کُمار سَمبھوَ" میں کالی داس نے فطرت کی ایک بہت ہی دل کش اور دلچسپ تصویر پیش کی ہے۔ تیسرے سَرگ میں پائے جانے والے موسم بہار کی تفصیلات بہت منفرد ہے، جہاں کالی داس نے فطرت کے تمام حیاتیاتی اور غیر حیاتیاتی اشیا کو ایک ساتھ پیش کیا ہے۔ اس رزمیہ کے مختلف اہم کرداروں میں قدرتی اشیاء کو جمع کر کے، شاعر نے انسان اور فطرت کے درمیان ہم آہنگیقائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ تیسرے سَرگ میں پائی جانے والی قدرتی ماحولیات کی واضح طور پر زندہ تصویر پیش کی ہے جس کی مثال کہیں اور ملنا محال ہے۔ اس کے علاوہ، کالی داس نے یہ بتانے کی بھی کوشش کی ہے کہ فطرت کے اپنے احساس و جذبات ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کالی داس کا ذہن فطرت یا ماحولیات کی طرف کتنا بیدار تھا اور وہ ماحولیات کی اہمیت کے تئیں کتنے حساس تھے۔

"رَگھوونشم" میں بھی فطرت اور ماحولیات کے تئیں کالی داس کا ذہنی لگاو اور کشش رزمیہ رَگھوونشم کے آغاز سے پتہ چلتا ہے۔ پہلے سرگ کے دوسرے شلوک میں کالی داس نے شمسی خاندان سے تعلق رکھنے والے وسیع سمندر اور ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کی وضاحت کی ہے۔ اسی طرح تیسویں شلوک میں کالی داس نے بحر او قیانوس کو زمین کے محافظ سے تعبیر کیا ہے۔

زمین ایک اداکارہ ہے، او قیانوس اس کے کمربند اور وہ اس کے کنگن کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ تمام کیفیات، ماحول کے تئیں کالی داس کی محبت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ 'رَگھوونشم' میں، رِشی وَشِشٹھ کے مشورہ کے مطابق، جنّتی گائے نَندنی کو بیان کرتا ہے۔ راجہ دلیپ ہمالیہ میں سائے کے طور پر نَندنی کی حفاظت کرنے کے لئے اس کا پیچھا کرتے ہیں۔ نَندنی گائے کے واقعہ کے ذریعے، کالی داس دراصل یہ مشورہ دیتے ہیں کہ گائے ایک قیمتی اثاثہ ہے جسے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر اس رزمیہ میں، کالی داس ہوا کی افادیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ ایک وفادار خادم کی طرح ہوا اپنے مالک کی انتہائی ایمانداری اور لگن کے ساتھ خدمت کرتی ہے۔ یہ پھولوں کی مہک کے اندر بھی رہتی ہے اس طرح، ہمارے پاس بہتسی مثالیں یہاں اور وہاں پورے رزمیہ میں قدرتی طور پر موجود ہیں جو کہ کالی داس کی فطرت اور انسانی ماحول کو واضح کرتی ہیں۔ اسی طرح، وہ ظاہر کرتا ہے کہ ہوا، پانی اور سمندر وغیرہ کے قدرتی فوائد کس طرح انسانی زندگی اہم ہیں۔ اس طرح کالی داس اپنی تخلیق میں ان قدرتی عناصر کو پر کشش طریقے سے پیش کرتے ہیں۔

"مالوِک اَگنی مِترَم" کالی داس کی ڈرامائی تخلیق کی پہلی کوشش ہے جس میں بادشاہ اَگنیمترا اور مالویکا کے درمیان محبت کی کہانی پیش کی گئی ہے۔ اس ڈرامے میں آغاز سے لے کر آخر تک، اہم موضوع کی بیان میں شاعر نے مختلف قسم کی تصویر کشی کی ہے۔ مختلف قسم کی تصاویر کی مدد سے الگ الگ موسموں، سورج، چاند، بادل، اور آسمان وغیرہ جیسے قدرتی عناصر کا بیان کیا ہے۔ بہت ہی شاندار، مصنوعی اور

دلچسپ طریقے سے پودوں اور حیاتیات کے علاوہ غیر جاندار چیزیں ہیں جن کی جانب کالی داس کا بیدار ذہن متوجہ ہوتا ہے۔ م ''مالوِک اگنی مِترَم'' میں کالی داس نے ماحولیات کی بہت ہی عمدہ اور دلچسپ تصویر پیش کی ہے۔ ڈرامہ کی اداکاروں میں مالویکا، پر بھراجکا، بادشاہ اگنی مترا، دِوِسکا وغیرہ، اس طرح کے ماحول سے خوش ہورہے ہیں۔ کالی داس انسان اور فطرت کے درمیان ایک وقفہ کے لئے تعلقات بنا تا ہے۔ مثال کے طور پر ''مالوِک اگنی مِترَم'' کے تیسرے ایکٹ میں، مالویکا اشوک کے باغ میں اشوک کی ڈالی کو توڑنے کے لئے جاتی ہے۔ اشوک پیڑ پر پہلے سے ایک ایسی پری کا بے تابی سے انتظار کر رہا ہے جس کے چھونے سے درخت پوری طرح کِھل اٹھے۔ انسان اور فطرت کے درمیان قریبی تعلقات بنانے کے لئے کالی داس اس تصور کو قائم کرتا ہے کہ قدرتی اشیا میں انسانی جذبات کے ساتھ اشتراک کرنے کی صلاحیت بھی ہے۔ مثال کے طور پر، تیسرے ایکٹ میں نشیلی کوئل کے خوشگوار لحن کے بادشاہ سے پوچھا کہ کیا محبت برداشت کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ پھر، یہ ڈرامہ پودے کی سلطنت کی حفاظت کے لئے کالی داس کے پختہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ اداکار اور اداکارہ کے قدرتی عناصر کا موازنہ کرکے، شاعر نے انسان اور فطرت کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے کی کوشش کی ہے، جہاں قدرتی اشیاء انسان کے طور پر کھڑی ہیں۔ کبھی کبھی، کالی داس انسانوں کے مقابلے میں جانوروں کو اعلیٰ مقام پر رکھتے ہیں۔ یہ سب، ماحولیات کے تئیں کالی داس کے بیدار ذہن اور فکر و آگہی کا نتیجہ ہیں۔

مختصر یہ کہ سنسکرت ادب میں فطرت اور ماحولیات کی ایک خاص جگہ ہے۔ کالی داس نے بھی کلاسیکی سنسکرت ادب کی اس روایت کو اپنی تخلیقات میں برقرار رکھا ہے۔ کالی داس نے اپنی تمام تخلیقات میں فطرت اور ماحولیات کے تئیں پُر اثر فضا قائم کی ہے۔ کالی داس نے اپنی تخلیقات میں فطرت کے مناظر کی تصویر کشی انتہائی خوبصورتی سے پیش کی ہے جن میں پہاڑوں، جنگلات، آشرموں، جھیلوں، سمندر، دریاؤں کی پر سکون اور پُر فریب قدرتی سرگرمیاں موجود ہیں۔ اپنی تمام تخلیقات میں کالی داس نے فطرت اور انسان کے درمیان کے قریبی تعلقات کو موثر طریقے سے پیش کیا ہے۔ کالی داس کی تخلیقات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہے کہ منصفانہ اور معتدل ماحول قائم کرنے کے لیے متحرک اور غیر جاندار اشیا کو مساوی اہمیت دی جانی چاہئے۔ لہٰذا وہ مختلف موسموں، سرد ہواؤں اور ندیوں وغیرہ کی عکاسی شاعرانہ طریقہ سے کرتے ہیں۔ کالی داس ایک عظیم شاعر تھے اس لئے ان پر یہ حقیقت منکشف ہو چکی تھی کہ درخت اور پودے ماحولیات کے اہم اجزا ہیں لہٰذا وہ ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں، اس لئے انہوں نے اپنی تخلیقات میں ان تمام اشیا کے تحفظ اور دیکھ بھال پر بہت زور دیا ہے اور ساتھ ہی پیڑ پودوں کی اہمیت اور افادیت کو ظاہر کیا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں موجودہ دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ذریعہ انسان روزانہ کی زندگی میں زیادہ سے زیادہ خوشی حاصل کرتا ہے تو وہیں دوسری طرف فطرت اور ماحولیات کو آلودہ کر رہا ہے، جو انتہائی خطرناک ہے۔ عظیم شاعر کالی داس نے اپنی تخلیقات میں بے حد موثر طریقہ سے انسان اور فطرت کے درمیان ایک خوشگوار رشتہ قائم کیا ہے جو موجودہ دور میں بھی بہت بامعنی

ہے۔الغرض کالی داس کی تخلیقات میں فطرت کی عکاسی اور ان کے خیالات وافکار نے نہ صرف انہیں ایک مصورِ فطرت بلکہ ایک ماہر ماحولیات کے طور پر بھی) Establish پیش کیا ہے۔ موجودہ دور کا نام نہاد ترقی یافتہ انسانی تمدن اگر چاہے تو وہ عظیم شاعر کالی داس کے ذریعہ بیان کردہ انسان اور فطرت کے مابین کا خوشگوار تعلقات کو دوبارہ استوار کر سکتا ہے جس سے یقیناماحولیاتی خطرات اور درپیش چیلنجز کم ہوسکتے ہیں اور انسان پھر سے ایک ساز گار، دوستانہ ماحول اور آلودگی سے پاک دنیا میں پر سکون زندگی گزار سکتا ہے۔

طویل عرصے سے چلی آرہی ماحولیاتی تحفظ کی اس قدیم روایت کو جدیدیت کی آگ نے بھاری نقصان پہنچایا ہے۔استعلال اور استحصال، شان وشوکت اور عیش وعشرت کے رسوم اور پالیسی سے ماحول کو خطرے میں ڈال دیا گیا ہے ، بالآخر زندگی بھی شورش زدہ ہو چکی ہے، چاروں طرف مصائب ہے، قدرتی آفات کی سفاکانہ ننگا ناچ ہو رہا ہے۔ سائنسداں ہو یا سیاستداں، تمام نوعیت کے غضبناک طرز عمل سے ڈرے سہمے ہوئے ہیں۔ حل کی تلاش کے ان لمحات میں بامعنی تشخیص کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی وراثت کو سنبھالیں۔ فطرت اور انسان کے اس قریبی رشتہ کو آج کے دور میں جبکہ انسان فطرت سے دور جارہا ہے، پھر سے زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

عالمگیریت کی دوڑ نے ماحولیاتی معیار کو بلندی سے پستی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ وسائل جن پر انسانوں کی بقا کا انحصار ہے، اب سنگین خطرے میں ہیں جو تمام دانشوروں سے اپنے تعمیراتی اساس نظریے اور شعور میں بھاری پیمانے پر تبدیل کرنے کی اپیل کرتے ہیں تاکہ معنی خیز ماحولیاتی عدم توازن (جن کا ہم سامنا کررہے ہیں) کو بہتر بنانے کے لیے ہم بھی کچھ تعاون کر سکیں تاکہ ایک بہتر اور محفوظ دنیا کی تعمیر ہوسکے۔ ماحولیاتی تحفظ کے لیے جب ہم اپنے طرز عمل اور رویے سے فطرت کے قہر کو ٹھنڈا کریں گے، تبھی ہماری اپنی زندگی بھی پُرسکون اور خوشحال ہوگی۔

حوالہ جات:

(1) ڈاکٹر پرویش سکسینہ، ،،سنسکرت، سنسکریتی ایوَم پریاورن’’ پریمل پبلیکیشنس، دہلی، 2002، ص۔197

(2) ڈاکٹر پرویش سکسینہ، ،،سنسکرت، سنسکریتی ایوَم پریاورن’’ پریمل پبلیکیشنس، دہلی، 2002، ص۔139

(3) ایضاً,2002، ص۔140

(4) ایضاً 2002، ص۔140

(5) اقبال، کلیات اقبال، صدی ایڈیشن، ایجوکیشنل بُک ہاؤس، علی گڑھ ،1988، ص،28

(6) ایضاً،1988، ص،28

(7) ڈاکٹر پرویش سکسینہ، ،،سنسکرت، سنسکریتی ایوَم پریاورن’’، پریمل پبلیکیشنس، دہلی, 2002،(ص۔138)

(8) قاضی قیصر الاسلام، ،،فلسفے کے بنیادی مسائل’’، نیشنل بُک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، پاکستان،2000 , ص۔438- 439)

(9) ڈاکٹر پرویش سکسینہ، ،،سنسکرت، سنسکریتی ایوَم پریاورن’’، پریمل پبلیکیشنس، دہلی, 2002،(ص۔8)

(10) ڈاکٹر پرویش سکسینہ، ،،سنسکرت، سنسکریتی ایوَم پریاورن’’، پریمل پبلیکیشنس، دہلی,2002،(ص۔15)

دیگر کتب اور مضامین جن سے استفادہ کیا:

(i) ڈاکٹر برہمانند تری پاٹھی (ایڈیٹر)، کالی داس گر نتھاولی، چوکھمبا، سور بھارتی پرکاشن، دہلی، 1985

(ii) نثار احمد حصیر القاسمی،، ماحولیات کا تحفظ اور اسلامی تعلیمات, بصیرت آن لائن

(iii) ماحولیات اور اسلامی تعلیمات، افکا ِ تازہ، پدماپاٹل، پریاورن اور کویتا : کویوں کا ساماجک دائتوَ بودھ، امر ناتھ تیاگی، ویدک وانڈمیَ اور پریاورن سنسکریتی، انڈیاواٹر پورٹل، تینوں آن لائن

(iv) اسلام میں تحفظ ماحول کی اہمیت، کسٹینا بائیرٹ / افضال حسین، فن وثقافت، ایجوکیشنل پبلی کیشن، دہلی، 2012

(v) ڈاکٹر راجندر کمار سنگھوی، ہندی کابیہ میں پریاورن چیتنا، کابیانگ پریچہ، چوکھمبا، سور بھارتی پرکاشن، دہلی، دہلی، 2003

☆☆☆☆☆